متواتر حدیث

تحریر: عبدالحمید خان عباسی، لیکچرار انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز،
یونیورسٹی آف آزاد جموں اینڈ کشمیر، میرپور کیمپس، آزاد کشمیر

اصول حدیث کے علماء کرام نے احادیث رسول ﷺ کو مختلف اعتبارات سے متعدد انواع میں بانٹ رکھا ہے۔ ان میں سے ایک اعتبار ایسا ہے کہ اس کا اطلاق پورے ذخیرہ احادیث پر ہوتا ہے اور وہ ہے "انواع الاحادیث باعتبار وصولھا الینا" یعنی ہم تک پہنچنے کے لحاظ سے اقسام احادیث، اس اعتبار سے انہوں نے احادیث کی دو قسمیں بیان کی ہیں:

متواتر احادیث: جن کی اسناد میں راویوں کی تعداد متعین نہ ہو۔

احادیث آحاد: جن کی اسناد میں روایوں کی تعداد متعین ہو۔ گویا بنیادی طور پر جملہ احادیث ان ہی دو قسموں پر مشتمل ہیں۔

اس اعتبار کے علاوہ دیگر اعتبارات کے تحت جو انواع بیان ہوئی ہیں وہ تمام کی تمام اخبار (احادیث) آحاد ہیں جن کی بنیادی طور پر تین اقسام ہیں:

۱۔ غریب احادیث: جنہیں سند کے طبقات میں سے کسی بھی طبقہ میں صرف ایک راوی نے روایت کیا ہو۔ اگر کسی طبقہ میں راوی ایک سے زیادہ ہوجائیں تو کوئی حرج نہیں۔

۲۔ عزیز احادیث: جن کو طبقات سند میں سے کسی بھی طبقہ میں دو سے کم راویوں نے روایت نہ کیا ہو۔ اگر کسی طبقہ میں دو سے زیادہ ہوجائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اعتبار دو ہی کا ہوگا۔

۲۔ مشہور احادیث: یہ وہ احادیث ہوتی ہیں جنہیں طبقات سند میں سے کسی بھی طبقہ میں تین راویوں نے روایت کیا ہو۔ تعداد رجال تین سے کم نہ ہو۔ اگر کسی طبقہ میں راویوں کی تعداد تین سے زیادہ ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر یہ زائد تعداد حد تواتر کو نہ پہنچنے پائے۔ مشہور ہونے کیلئے تین رواۃ کا متحقق ہونا ضروری ہے۔

ان ہی تین اقسام سے متعلقہ احادیث میں سے جن میں صحت کی مقررہ شروط پائی جاتی ہیں انہیں مقبول (صحیح و حسن) کہا جاتا ہے اور جن میں ان شروط کا فقدان ہوتا ہے انہیں غیر مقبول یا مردود (ضعیف)، کہاجاتا ہے۔ پھر مردود یعنی ضعیف احادیث کو علماء نے مختلف اعتبارات سے کئی انواع میں منقسم کررکھا ہے۔

احادیث کی یہ تقسیم اوران کے درجات ومراتب کا یہ تعین اصل میں ان (احادیث) کی اصلیت معلوم کرنے پر موقوف ہے، جس کی تحقیق کیلئے روایت ودرایت کے اصول بنائے گئے اور ان کی روشنی میں کھرے اور کھوٹے میں فرق کیا جانے لگا تو نتیجہ کے طور پر احادیث کی مختلف قسمیں بنتی گئیں۔ ان اقسام کا استیعاب جن کتب میں کیا جانے لگا انہیں "کتب علوم حدیث یا اصول حدیث" کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ان تمہیدی کلمات کے بعد ذیل میں متواتر حدیث کے متعلق بحث کی جاتی ہے:

متواتر حدیث کا مفہوم

لغوی مفہوم: عربی لغت میں "متواتر" اسم فاعل صیغہ واحد مذکر ہے، جو تواتر" مصدر سے مشتق ہے۔ تواتر کے معنی ہیں کسی چیز کا یکے بعد دیگرے اور لگاتار آنا۔ جب تسلسل سے بارش برسے تو عرب کہتے ہیں "تواتر المطر" یعنی مسلسل بارش ہوئی(۱) گویا متواتر کے معنی ہوئے پے در پے آنے والا۔

اصطلاحی مفہوم: متواتر ہر اس حدیث کو کہا جاتا ہے جسے ہر زمانہ میں راویوں کی ایک کثیر التعداد جماعت اپنے ہی جیسی کثیر التعداد جماعت سے روایت کرے اور یہ تعداد سند کے ہر طبقہ (آغاز، وسط، آخر) میں اسقدر برقرار رہے کہ عقل کے نزدیک اتنی بڑی تعداد کا حدیث روایت (یعنی بیان) کرنے میں قصداً یا اتفاقاً جھوٹ پر متفق ومتحد ہوجانا ناممکن ہو نیز جس امر کے بارے میں وہ حدیث بیان کریں اس (امر) کا تعلق محسوسات (یعنی سماعت ومشاہدہ) سے ہو نہ کہ معقولات سے اور بیان کرنے والے وسننے والے دونوں کو اس حدیث سے ہی یقینی علم حاصل ہو نہ کہ قرائن یا کسی اور ذریعہ سے (۲)۔

متواتر حدیث کی شروط

متواتر حدیث کے اس اصطلاحی مفہوم، جو کہ کئی تعریفاتِ متواتر سے ماخوذ ہے، سے واضح ہوتا ہے کہ اس میں تواتر کی صفت پیدا ہونے کیلئے درج ذیل شروط ضروری ہیں:

۱۔ کثرت اسانید: یعنی حدیث کے متواتر ہونے کیلئے ضروری ہے کہ اسے راویوں کی ایک کثیر التعداد جماعت ہی روایت کرے۔

تعین عدد: متواتر حدیث کی سند میں راویوں کی کم سے کم تعداد متعین کرنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں: بعض نے چار، بعض نے پانچ، بعض نے سات، بعض نے دس، بعض نے بارہ، بعض نے ستر اور بعض نے تین سو تیرہ کی تعداد متعین کی ہے(۳) اور ان اقوال میں سے قول نمبر ۴ کو راجح قرار دیا گیا ہے، چنانچہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے علامہ اصطخری رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ " مختار یہ

ہے کہ کم ازکم دس راوی ہوں کیونکہ یہ جمع کثیر ہے" (۴) یعنی جمع کا اطلاق دس یا اس سے اوپر والے اعداد پر ہوتا ہے۔ اس سے کم پر نہیں۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اسی مختار قول کو بنیاد بنا کر اپنی کتاب "الفوائدالمتکاثرۃفی الاذھارالمتواۃ" میں ہر اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ جیسے دس یا دس سے زائد صحابہؓ نے روایت کیا۔ اس کتاب کے خطبہ میں انہوں نے اس بات کا ذکر کیا ہے(۵)۔

حافظ ابن حجر کی رائے: متواتر حدیث کے راویوں کی خاص تعداد متعین کر لینے کے تصور کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے درست تصور نہیں کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

"متواتر حدیث کےلئے ایک ضروری شرط یہ ہے کہ اس کی اسانید کثرت سے ہوں لیکن اس کثرت کی تعداد متعین نہیں کی جاسکتی بلکہ اس کےلئے یہی بات کافی ہے کہ اتنے راویوں کا جھوٹ پر جمع ہوجانا عادۃً محال نظر آتا ہو، اور یہ کثرت اتفاقیہ طور پر پائی جائے اس لئے صحیح قول کے مطابق خاص تعداد (جیسے ۴،۵، ۱۰، ۱۲، ۷۰ وغیرہ) متعین کر لینے کا کوئی معنی نہیں ہے "(۶)۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ راویوں کی یہ کثیر تعداد سند کے ہر طبقہ میں یکساں طور پر برقرار رہے ۔ مفتی امجد العلی نے صاحب توجیہ النظر کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"متواتر حدیث (خبر) کے مخبرین کی کثرت تعداد کے یکساں رہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے ابتدائی یا وسط یا انتہائی طبقہ میں شمار بالکل ایک درجہ کا باقی رہے مثلاً ایک طبقے کی تعداد سو افراد پر مشتمل تھی تو دوسرے طبقہ کی تعداد بھی مکمل سو ہو نوے نہ ہونے پائے اور تیسرے کی اسی نہ ہونے پائے، بلکہ منشا یہ ہے کہ یہ تعداد شمار کے اعتبار سے اگرچہ کم و بیش ہو جائے لیکن اتنی رہے کہ عقل کے نزدیک کذب پر اس کا اجتماع محال ہو"(۷)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی رائے کا جہاں تک تعلق ہے تو انہوں نے راویوں کی تعداد میں قلت کی بجائے کثرت پیدا ہوتے رہنے کو ترجیح دی ہوئی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:

"یکساں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی زمانہ میں بھی (مطلوبہ) تعداد روات میں کمی نہ آئے نہ یہ کہ (تعداد روات) بڑھے نہیں، کیونکہ کثرت روات تو متواتر حدیث میں بطریق اولی مطلوب ہے" (۸)۔ یہاں کثرت اصل میں اس لئے مطلوب ہے کہ اس سے مزید تقویت پیدا ہوجاتی ہے۔

۳۔ تیسری شرط یہ ہے کہ متواتر کے راویوں کی یہ کثیر تعداد اس قدر ہو کہ عادت و عقل جھوٹ پر ان کے متفق ہوجانے کو ناممکن سمجھے" اصول حدیث اور اصول فقہ کی کتابوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے

کہ ---- تواتر کا مدار محض کثرت رواۃ نہیں ہے بلکہ بنیادی چیز (یہ) تیسری شرط یعنی عقلاً وعادۃً ان رواۃ کے جھوٹ پر اتفاق کا محال ہونا ہے---"(۹)۔

۴۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ متواتر حدیث کے مضمون (مطالب ومعانی) کا تعلق محسوسات سے ہو یعنی جن چیزوں کو دیکھا، سنا، سونگھا، چھوا اور چکھا جاسکتا ہو اور روایت کرنے والوں نے ایسے الفاظ استعمال کئے ہوں جن سے معلوم ہوجائے کہ انہیں اس حدیث کا علم صرف ظاہری حواس کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوا ہے۔ مثلاً انہوں نے یوں کہا ہو کہ ہم نے سنا، ہم نے دیکھا، ہم نے مس کیا یا ہم نے سونگھا(۱۰) گویا متواتر حدیث کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس میں آنکھوں دیکھی یا کانوں سنی بات بیان کی گئی ہو اور اسے بیان کرتے وقت راوی نے اس طرح کہا ہو کہ:

(الف)سمعت رسول اللہصلی اللہعلیہ وسلم قال او یقول کذا...(ب)رایت رسول اللہصلی اللہعلیہ وسلم فعل او یفعل کذا....

۵۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ متواتر حدیث کے مضمون (معانی ومطالب) کا تعلق معقولات سے نہ ہو، یعنی وہ امور جن کو عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہو۔ اس بنیاد پر اگر راویوں نے کسی ایسی حدیث کو نقل کیا ہو جسے انہوں نے ظاہری حواس کے بجائے عقل کے ذریعے پہچانا ہو تو وہ متواتر نہیں ہوگی۔ چنانچہ ڈاکٹر محمود طحان لکھتے ہیں کہ:

"اگر اس خبر یا حدیث کے متعلق ان کے علم کا ذریعہ عقل ہو مثلاً کائنات کے حدوث یعنی عدم سے وجود میں آنے کی خبر وغیرہ تو ایسی صورت میں وہ خبر یا حدیث متواتر نہیں کہلائے گی"(۱۱)۔ اور نہ ہی وہ یقین کا فائدہ دے گی یعنی اس سے علم یقین حاصل نہ ہوگا خواہ اس کے ناقلین تعداد میں کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں"(۱۲)۔ اس شرط کو ہم نے وضاحت کی خاطر مستقل شرط بنا کر بیان کیا ہے جبکہ کتب میں اسے چوتھی شرط کے ساتھ ہی بیان کیا گیا ہے۔

۶۔ بعض محدثین نے متواتر حدیث کی مذکورہ شروط کے ساتھ ایک شرط یہ بھی رکھی ہے کہ اس سے سامع کو یقینی علم حاصل ہو جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واتصاف الی ذلک ان یصحب خبرھم افادۃ العلم لسامعہ..."

(یعنی ان شروط کے ساتھ اس شرط کا بھی اضافہ کرلیا جائے کہ ان راویوں کی (بیان کردہ) خبر (حدیث) اس کے سننے والے کو (یقینی) علم کا فائدہ دے)(۱۳)۔

اس (آخری) شرط کے لحاظ سے اگر مخبرین (یعنی راویان حدیث) کی تعداد کثیر بھی ہو لیکن ان کی

خبر مفید یقین نہ ہو تو خبر(حدیث) متواتر نہ رہے گی بلکہ وہ خبر مشہور کہلائے گی جو کہ اخبار آحاد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے(۱۴)۔

یہ تو سامعین کے بارے میں تھا کہ انہیں سننے سے یقینی علم حاصل ہو مگر جہاں تک متواتر حدیث کے راویوں کا تعلق ہے تو ان کیلئے بھی علماء نے یہ شرط رکھی ہوئی ہے کہ جس مضمون کی حدیث وہ بیان کریں اس مضمون کے بارے میں انہیں بھی یقینی علم ہونا چاہیے چنانچہ ڈاکٹر احمد حسن رحمہ اللہ مخبرین سے متعلقہ شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"جس چیز کے بارے میں وہ خبر دے رہے ہوں اس کا انہیں یقینی علم ہو، نہ یہ کہ محض ظن وگمان سے وہ بات کہہ رہے ہوں۔ مثلاً اہل بغداد کسی پرندے کے بارے میں یہ خبر دیں کہ وہ کبوتر ہے، یا کسی شخص کے بارے میں خبر دیں کہ وہ زید ہے، اور خود انہیں اس کا یقینی علم نہ ہو، تو ان کی یہ خبر مفید علم نہ ہوگی۔اس لئے تواتر کی تعریف میں نہیں آئے گی"(۱۵)۔

یقینی علم: یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ متواتر حدیث سے حاصل ہونے والے یقینی علم سے کیا مراد ہے؟ اور یہ کیسے حاصل ہوتا ہے؟

یقینی علم سے مراد وہ علم ہے جو اس قدر واضح ہوتا ہے کہ اسے سمجھنے کیلئے دلائل کی ضرورت بالکل نہیں ہوتی جیسے کوئی کہے کہ "السماء فوقنا والارض تحتنا" یعنی آسمان ہمارے اوپر اور زمین ہمارے نیچے ہے۔ اس قول کو سنتے ہی آدمی اس کی صداقت پر یقین کرلیتا ہے اور یقین اس پختہ اعتقاد کا نام ہے جو واقع کے عین مطابق ہو، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والیقین : ھو الاعتقاد الجازم المطابق"(۱٦).

(اور یقین واقعہ کے مطابق پختہ اعتقاد کو کہتے ہیں)۔

علماء کرام نے اسی "یقینی علم" کا دوسرا نام "ضروری علم" (۱۷)۔ رکھا ہوا ہے اور یہی علم اصل میں متواتر حدیث سے حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وھذا ھوا المعتمد ان الخبر المتواتر یفید العلم الضروری وھو: الذی یضطر الانسان الیه بحیث لایمکن دفعه"(۱۸).

(یعنی معتبر(قول) یہی ہے کہ متواتر خبر(حدیث) ضروری علم کا فائدہ دیتی ہے اور (یہ ضروری علم) وہ ہے جسے تسلیم کرنے پر انسان اتنا مجبور ہوجاتا ہے کہ اس سے (کسی بھی صورت میں) انکار کرنا ممکن نہیں ہوسکتا)، جیسے کل اپنے جزء سے بڑا اور جزء اپنے کل سے چھوٹا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے

جسے سمجھنے کیلئے نہ تو استدلال کی ضرورت ہے اور نہ ہی غور وفکر کی۔

مگر بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک بات ظنی علم سے شروع ہو کر یقینی (ضروری) علم کے درجہ پر پہنچ جاتی ہے مثلاً "بازار میں ایک شخص کے قتل کا واقعہ پیش آتا ہے۔ مقام کے قتل سے کچھ لوگ آکر اس کے قتل کے بارے میں ہمیں خبر دیتے ہیں۔ ان میں سے جب پہلا شخص خبر دیتا ہے تو اس سے ہمارے ظن کو تحریک ہوتی ہے۔ جب دوسرا اور تیسرا شخص اس بات کو دہراتا ہے تو اس سے اس کی توثیق ہوجاتی ہے۔ اور جوں جوں مخبرین کی تعداد میں اضافہ ہوتاجاتا ہے اس خبر کی مزید تصدیق ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ یہ خبر اتنی مشہور ہوجاتی ہے کہ لوگ اس کے ماننے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ اور انہیں اس میں کسی طرح کا تردد اور شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ اسی کو علم ضروری کہتے ہیں "(۱۹) جو ہر انسان کو غور وفکر اور استدلال کے بغیر ہی خود بخود حاصل ہوجاتا ہے۔

اور جہاں تک نظری علم کا تعلق ہے تو یہ وہ علم ہے جو غور وفکر اور استدلال سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اسے حاصل بھی صرف وہی انسان کرسکتا ہے جو استدلال کی صلاحیت وقدرت کا مالک ہو، گویا "علم نظری وہ علم ہے جو انسان کی موجودہ قدرت سے حاصل ہو"(۲۰)۔

اس علم کو حاصل کرنے کا اسلوب یہ ہے کہ استدلال کے طور پر چند معلوم امور کو ترتیب دیا جاتا ہے، پھر اس ترتیب کے ذریعہ سے نامعلوم امور کو معلوم یا ثابت کیا جاتا ہے مثلاً ہمیں یہ معلوم ہے کہ "العالم متغیر" ور دوسری بات یہ بھی معلوم ہے کہ "کل متغیر حادث" اب اس ترتیب کے بعد یہ علم حاصل ہوا کہ "العالم حادث" یا یوں سمجھئے کہ ہم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ عالم(دنیا) حادث (جدید) ہے تو نظری اسلوب کے تحت ہم کہیں گے کہ عالم متغیر (متبدل) ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہوتی ہے۔ اس لئے عالم حادث ہے(۲۱) یعنی جدید ہے قدیم نہیں ہے۔

اب ہمیں یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ "العالم حادث" اور دوسری بات یہ بھی معلوم ہے کہ "لکل حادث محدث" اس ترتیب کے بعد یہ علم حاصل ہوا کہ "ومحدث العالم ہواللہ"۔

اس امر کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس کائنات کو وجود میں لانے والا اللہ تعالی ہے۔ تو اس کا نظری اسلوب یہ ہے کہ ہم کہیں گے کہ کائنات حادث (یعنی عدم سے وجود میں آئی) ہے اور ہر حادث (یعنی عدم سے وجود میں آنے والی چیز) کیلئے کوئی محدث (یعنی عدم سے وجود میں لانے والا) ضرور ہوتا ہے۔ لہذا کائنات کا محدث اللہ تعالی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ضروری (یقینی) علم ہر نوع کے انسان کو حاصل ہوسکتا ہے جبکہ نظری علم

صرف ان ہی لوگوں کو حاصل ہوسکتا ہے جو اہل علم ہوں۔ اور متواتر حدیث سے اول الذکر علم حاصل ہوتا ہے ثانی الذکر نہیں۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے، چنانچہ وہ ان محدثین کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو کہتے ہیں کہ متواتر حدیث سے صرف نظری علم حاصل ہوتا ہے:

"وقيل : لا يفيد العلم الا نظريا، وليس هذا بشى ء ، لان العلم بالتواترحاصل لمن ليس له اهليه النظر. كالعامى. اذالنظر: ترتيب امور معلومةاو مظنونة يتوصل بها الى علوم اوظنون ، وليس فى العامى اهلية ذلك، فلوكان نظريالما حصل لهم..."(۲۲).

(اور بعض کہتے ہیں کہ متواتر حدیث صرف نظری علم کا ہی فائدہ دے سکتی ہے لیکن ان کا یہ کہنا کوئی وقعت نہیں رکھتا کیونکہ متواتر کا علم تو ایک عام آدمی کو بھی حاصل ہوتا ہے جس میں نظر (غوروفکر، استدلال) کی اہلیت ہی نہیں ہوتی، حالانکہ نظری علم میں تو امور معلومہ یا ظنیہ(۲۳) کو اس طرح ترتیب دینا ہوتا ہے کہ ان کے ذریعہ سے علوم یا ظنیات تک پہنچا جاسکے اور عام آدمی میں یہ صلاحیت نہیں ہوتی، اس لئے اگر (متواتر کا علم) نظری ہوتا تو عامۃالناس کو حاصل نہ ہوتا)۔

متواترات کا حکم

متواتر احادیث سے چونکہ ایسا واضح یقینی (ضروری) علم حاصل ہوتا ہے جس کی تصدیق وتوثیق کےلئے نہ تو کسی دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی کسی تردد وشک میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ اس بنیاد پر علماء کرام نے جملہ متواتراحادیث کو ان کے راویوں کے بارے میں بحث و تحیص کے بغیر ہی مقبول وواجب العمل قرار دیا ہے اور ان کی تکذیب وتنکیر کرنے والوں پر کفر کا فتوی لگایا ہے مثلاً:

۱۔حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"..والمتواتر لا يبحث عن رجاله بل يجب العمل به من غيربحث"(۲۴).

بحث (تحقیق) نہیں کی جاتی بلکہ بحث کے بغیر ہی اس پر عمل کرناواجب ہوتا ہے)۔

۲۔۔۔۔۔ اور متواتر (حدیث جو ہے) اس کے راویوں کے متعلق ڈاکٹر مصطفی سباعی لکھتے ہیں کہ:

"علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدیث متواتر سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے اور اس کی تعمیل واجب ہوتی ہے۔ حدیث متواتر بلا نزاع حجت ہے۔ البتہ منکرین حدیث، نظام معتزلی اور اس کے ہمنوا اس کو حجت قرار نہیں دیتے"(۲۵)۔

۳۔ڈاکٹر علامہ خالد محمود متواترات کی تکذیب و تنکیر کے مسئلہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"آنحضرت ﷺ سے جو حدیثیں تواتر کے ساتھ منقول ہیں، ان کی تکذیب بھی حضور ﷺ کی تکذیب ہے۔ سو حدیث متواتر سے ثابت ہونے والے جملہ امور پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی کا انکار کفر ہے۔ ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی کردیا جائے تو انسان مسلمان نہیں رہتا۔ ایمان حضور ﷺ کو آپ ﷺ کی جملہ تعلیمات میں سچا ماننے کا نام ہے۔ ایمان کے لئے آپ ﷺ کی سب تعلیمات کو ماننے کی قید ہے۔ کفر کیلئے کسی ایک کا انکار بھی کافی ہے"(۲۶)۔

متواتر احادیث کی اقسام

بنیادی طور پر متواتر احادیث کی دو قسمیں ہیں: فعلی اور قولی: ذیل کی سطور میں دونوں کی توضیح کی جاتی ہے:

ا۔ فعلی متواتر

فعلی متواتر احادیث کو عملی یا موروثی متواتر بھی کہتے ہیں۔ یہ وہ احادیث ہوتی ہیں جن میں حضور ﷺ کے روزمرہ کے افعال و اعمال کا ذکر ہو اور امت میں یہ نسل در نسل موروثی طور پر تسلسل سے منتقل ہوتے آرہے ہوں جیسے شعائر اسلام۔ مولانا انور شاہ کشمیری کی بیان کردہ اقسام متواتر میں سے یہ تیسری قسم ہے جسے انہوں نے" تواتر عمل یا توارث" کے نام سے موسوم کیا ہے اور یوں اس کی توضیح کی ہے:

"ہر زمانہ کے لوگ جن امور دین پر عمل کرتے چلے آئے ہوں اور وہ ان میں جاری وساری رہے ہوں وہ سب امور دین متواتر ہیں۔ مثلاً وضو، وضو میں مسواک کرنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، نماز باجماعت، اذان، اقامت وغیرہ"(۲۷)۔

پروفیسر ڈاکٹر احمد حسن رحمہ اللہ متواتر احادیث کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"یہ بات واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی فعلی احادیث خبر متواتر سے ثابت ہیں کیونکہ تواتر کا تعلق مشاہدہ، محسوس اشیاء اور اعمال سے ہوتا ہے اس لئے متواتر احادیث کا اطلاق بھی زیادہ تر فعلی حدیثوں پر ہوتا ہے ہے---")۲۸(

قولی متواتر

یہ وہ احادیث ہوتی ہیں جن میں حضور ﷺ کے اقوال وارشادات مذکور ہوں اور امت میں یہ تواتر کے ساتھ ثابت ہوں۔ اس نوعیت کی احادیث دوطرح کی ہیں: لفظی اور معنوی، ذیل میں دونوں قسموں کے بارے میں بحث کی جاتی ہے:

الف۔ لفظی متواتر

یہ وہ احادیث ہوتی ہیں جن کے متون کے الفاظ ومعانی دونوں متواتر ہوں، چنانچہ ڈاکٹر طحان لکھتے ہیں:

المتواتر اللفظی هوما تواتر لفظه ومعناه"(۲۹).

(یعنی لفظی متواتر وہ حدیث ہے جس کے لفظ ومعنی دونوں متواتر ہوں)۔ بعض علماء نے صرف الفاظ کے متواتر ہونے کا ذکر کیا ہے معانی کا نہیں (لیکن اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا کیونکہ الفاظ ہی اصل میں معانی ومطالب پر دلالت کرتے ہیں) مثلاً ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں:

"المتواتراللفظی هو الذی رواه الجمع المذکور فی اول السند ووسطه وآخره بلفظ واحد، وصورة واحدة"(۳۰).

(لفظی متواتر وہ حدیث ہے جس کو مذکورہ جماعت نے سند کے اول، وسط اور آخر میں ایک ہی صورت کے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہو) یعنی ابتداء سے انتہاء تک کی جملہ اسانید کے ذریعہ ایک ہی طرح کے الفاظ تواتر کے ساتھ منتقل ہوتے آرہے ہوں۔ اور کسی بھی دور میں کوئی ایسی سند نہ پائی جاتی ہو جس کے ذریعہ سے حدیث کے الفاظ میں ردوبدل واقع ہوا ہو۔ اسانید کے اس تواتر کے پیش نظر مولانا انورشاہ کشمیری رحمہ اللہ نے ایسی حدیث کو "تواتر سند یا اسناد" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ ان کی بیان کردہ اقسام متواتر میں سے پہلی قسم ہے۔ چنانچہ اس "تواتر سند" کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ:

"کسی حدیث کے روایت کرنے والے ہر زمانہ میں شروع سے آخر تک اتنے لوگ رہے ہوں کہ کسی زمانہ میں ان سب کا بے اصل حدیث کی روایت کرنے پر آپس میں اتفاق کرلینا عادۃً محال ہو مثلاً رسول اللہ ﷺ کی مشہور حدیث ہے کہ:

"من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعده من النار"

(جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے) یہ حدیث تیس مختلف صحابیوں

سے مختلف صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ مروی ہے"(۳۱)۔

لفظی متواترات کی تعداد

لفظی متواتر احادیث کی تعداد کے مسئلہ میں محدثین حضرات مختلف الخیال ہیں، بعض قلیل التعداد، بعض عدیم الوجود اور بعض کثیر التعداد کے قائل ہیں:

۱۔ڈاکٹر صبحی صالح نے ذکر کیا ہے کہ:

"والاکثرون علی انه باشتراط المطابقة اللفظية فيه من کل وجه يستحيل وجوده في غير القرآن"(۳۲).

(اکثر علماء کا خیال ہے کہ اگر متواتر میں لفظی مطابقت کی شرط لگائی جائے تو قرآن مجید کے سوا اس کی مثال کوئی دوسری نہیں مل سکتی)۔

۲۔حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ (م ۶۴۲ھ) اور امام نووی رحمہ اللہ (م ۶۷۰ھ) یہ فرماتے ہیں کہ: فقہ اور اصول فقہ میں متواتر کی جو اصطلاح مروج ہے محدثین اسے کسی خاص نام سے ذکر نہیں کرتے۔۔۔اس نوعیت کی متواتر احادیث بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔۔۔"(۳۳)۔

حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ "اس (لفظی متواتر) حدیث کی مثال کی تلاش وطلب انسان کو لاغر کر کے رکھ دے گی (یعنی ڈھونڈنے سے بھی مثال نہیں مل سکتی)۔۔۔ہاں اس کی مثال ہمیں یہ حدیث دکھائی دیتی ہے:

(من کذب علی متعمداً فليتبوا مقعده من النار)(۳۴).

(گویا ان کے نزدیک اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث لفظی طور پر متواتر نہیں ہے۔

۳۔ابن حبان کا قول ہے کہ دنیا میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے جس میں تواتر کی سب شروط پائی جاتی ہوں (۳۵) یعنی لفظی متواتر عدیم الوجود ہے۔

ان آراء کے برعکس بعض محدثین کہتے ہیں کہ احادیث نبویہ میں سے لفظی متواتر احادیث کی کمی نہیں ہے۔مثلاً

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے شرح نخبۃ الفکر میں علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ کے قول "یعز وجودہ یعنی لفظی متواتر حدیث نہایت ہی قلیل الوجود ہے" کو ذکر کر کے تردیداً لکھتے ہیں:

"ابن الصلاح رحمہ اللہ کا لفظی متواتر کو قلیل الوجود کہنا اور ان کے علاوہ ابن حبان رحمہ اللہ وغیرہ کا اسے عدیم الوجود کہنا صحیح نہیں ہے۔اس (غلط فکر) کا سبب یہ ہے کہ انہیں احادیث کی مختلف سندوں،

راویوں کے حالات اور ان کی صفات کے بارے میں علم نہیں تھا۔ اگر انہیں ان چیزوں کا علم ہوتا تو وہ یہ سمجھ سکتے کہ عادۃً یہ بعید ہے کہ ایک حدیث کے راویوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو، اور وہ جھوٹ پر متفق ہوجائیں "(۳۶)۔

کثرت تعداد کی دلیل

اس تردید کے بعد ابن حجر رحمہ اللہ نے لفظی متواتر احادیث کے کثیر التعداد ہونے کی بہترین دلیل یہ پیش کی ہے کہ "مشرق ومغرب میں اہل علم کے ہاتھوں میں مشہور ومتداول کتب حدیث میں ایسی احادیث بکثرت موجود ہیں جن کی اسانید (طرق) تعداد میں اس قدر زیادہ ہیں کہ عادۃً یہ محال ہے کہ اتنے کثیر التعداد راوی کسی جھوٹی بات پر متفق ہوجائیں۔ کسی ایک حدیث کی مختلف اسانید اور راویوں کی تعداد کی کثرت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تمام روایتیں مجموعی طور پر یقینی علم کا فائدہ دیتی ہیں (تواتر اسی کا نام ہے) اور ایسی (متواتر) روایات کی مثالیں حدیث کی مشہور کتب میں کثرت سے ہیں "(۳۷)۔

علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ نے ابن الصلاح رحمہ اللہ اور نووی رحمہ اللہ کے مذکور قول کا یہ جواب دیا ہے کہ:

"محدثین متواتر احادیث کی نشاندہی اشاروں سے نہیں کرتے بلکہ حدیث کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ ہمیں یہ الفاظ ملتے ہیں۔ " تواتر عنہ کذا" یعنی فلاں راوی سے یہ حدیث تواتر کے ساتھ مروی ہے۔ یا "الحدیث الفلانی متواتر" یعنی فلاں حدیث متواتر ہے "(۳۸)۔

۲۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے کہ بہت ساری احادیث لفظی طور پر متواتر ہیں۔ اس بات کا ثبوت انہوں نے مستقل تالیف کی صورت میں پیش کیا ہے، چنانچہ تدریب الراوی میں فرماتے ہیں کہ:

"میں نے اس نوع (یعنی لفظی متواتر احادیث) میں ایک کتاب تالیف کی ہے۔ کسی نے اس سے قبل اس جیسی کتاب نہیں لکھی۔ میں نے اسے:

" الازهارالمتناثرة فی الاخبار المتواترة"

کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہ کتاب ابواب کے اسلوب پر مرتب ہے۔ اور اس میں ہر ایک حدیث کی جملہ اسانید بیان کی ہیں اور یہ بتایا ہے کہ کس کس نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ پھر میں نے اس کا خلاصہ تیار کر کے اسے "قطف الازھار" کے نام سے موسوم کیا۔ میں نے اس میں بکثرت احادیث بیان

کی ہیں۔ چند ایک یہ ہیں:

لفظی متواترات کی مثالیں:

۱۔ حدیث حوض کوثر جس کو پچاس سے اوپر صحابہؓ نے روایت کیا۔

۲۔ موزوں پر مسح سے متعلق حدیث جس کو ستر سے اوپر صحابہؓ نے روایت کیا۔

۳۔ رفع الیدین کی حدیث جس کو پچاس سے اوپر صحابہؓ نے روایت کیا۔

۴۔ اللہ تعالی اس شخص کو سر سبز و شاداب رکھے جو میری بات سنے پھر اس کو یاد رکھے۔
اس حدیث کو تیس سے اوپر صحابہؓ نے روایت کیا۔

۵۔ قرآن مجید سات حروف (لہجوں) میں نازل ہوا۔ اسے ستائیس صحابہؓ نے روایت کیا۔

۶۔ جو اللہ تعالی کی خوشنودی کیلئے مسجد بنائے گا اللہ تعالی اس کیلئے جنت میں گھر بنائے گا۔
اسے بیس صحابہؓ نے روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح یہ احادیث بھی متواتر لفظی ہیں:

۷۔ ہر نشہ اور چیز حرام ہے۔

۸۔ اسلام کا جب آغاز ہوا تو وہ اجنبی تھا۔

۹۔ قبر میں منکر و نکیر کے سوال کے متعلق حدیث۔

۱۰۔ آدمی جس چیز کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لئے آسان کردی جاتی ہے۔

۱۱۔ جس سے انسان محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا۔

۱۲۔ رات کی تاریکی میں مساجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری دے دو"(۳۹)۔

علامہ راغب الطباخ رحمہ اللہ علامہ سید محمد بن جعفر الکتانی الفارسی رحمہ اللہ (۱۳۴۵ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ انہوں (علامہ کتانی) نے فرمایا کہ علامہ ابوالحسن محمد صادق سندھی رحمہ اللہ نے شرح نخبہ کی شرح میں لکھا ہے کہ:

"سیوطی رحمہ اللہ نے بہت سی احادیث کی بابت متواتر کا حکم لگانے میں تساہل سے کام لیا ہے، اس بنا پر ایسی احادیث کو متواتر گردانا ہے جو فی الواقع متواتر نہیں ہیں، اور ان سب کو اپنی کتاب "الازھار المتناثرۃ فی الاحادیث المتواترۃ" میں جمع کردیا ہے۔ اور یہ (سندھی کا قول) درست ہے اس لئے کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے متعدد ایسی احادیث ذکر کی ہیں جن کا عدم تواتر قطعیت کے ساتھ معلوم ہے، کیونکہ سیوطی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا مقصد متواتر لفظی کا جمع کرنا ہے لیکن اکثر ایسی

احادیث وہ بیان کرتے ہیں جن کے بارے میں وہ خود یا ان کے علاوہ دوسرے محدثین نے اپنی کتابوں میں تواتر معنوی کی صراحت کی ہے"(۴۰)۔

۳۔علامہ سید محمد جعفر الکتانی رحمہ اللہ نے بھی متواتر احادیث کے کثیر التعداد ہونے کا دعوی کیا ہے جس کا واضح ثبوت ان کی کتاب" نظم المتناثر من الحدیث المتواتر" ہے۔ اس کے شروع میں علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ:

"۔۔۔میں نے اس سے پہلے(یعنی اس کتاب کی تالیف سے پہلے) اس کی کوشش کی تھی کہ کتابوں اور اہل علم بھائیوں کی قلمی یاداشتوں میں جو متواتر احادیث منضبط ہیں ان کو ایک جگہ جمع کروں تا آنکہ میں نے ایسی جلیل القدر احادیث کی ایک بڑی تعداد جمع کرلی لیکن مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ اوراق بوسیدہ ہو کر ضائع نہ ہوجائیں تو میں نے ان سب کو افادہ عام کی خاطر ایک کتاب میں جمع کردیا اور اس کا نام " نظم المتناثر من الحدیث المتواتر"رکھا۔

یہ کتاب میں نے اس وقت لکھی تھی جب مجھے سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب "الازھار المتناثرۃ" کا علم نہ ہوا تھا، جس کو انہوں نے اپنی کتاب "الفوائد المتکاثرۃ" سے مختصر کیا ہے۔ پھر جب مجھے اس کتاب کا پتہ چلا تو اس میں جو احادیث تھیں، ان کا بھی میں نے اپنی اس تالیف میں اضافہ کردیا اور اس کی احادیث میں سے کوئی حدیث نہیں چھوڑی اور جہاں میں نے اس کتاب سے کوئی حدیث ذکر کی ہے وہاں لکھ دیا ہے کہ یہ "ازھار" میں فلاں کی حدیث ہے"(۴۱)۔

پھر آگے چل کر علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ:"سخاوی رحمہ اللہ نے الفیہ کی شرح میں متواتر کی بحث میں کہا ہے کہ "بعض لوگوں نے ان احادیث پر مستقل تالیف کی ہے جو تواتر کی صفت سے متصف ہیں، جیسے زرکشی وغیرہ" میں (سید محمد کتانی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ سخاوی رحمہ اللہ کے بعد صرف متواتر احادیث سے متعلق مستقل تالیف کرنے والی ایک جماعت ہوئی ہے، جن میں سے ایک حافظ سیوطی رحمہ اللہ ہیں۔۔۔"(۴۲)۔

پھر تواتر کے باب میں ایک طویل گفتگو کے بعد علامہ کتانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

"حاصل کلام یہ کہ متواتر احادیث بکثرت ہیں، مگر ان کی اکثریت میں تواتر معنوی ہے اور ضروریات دین میں اکثر امور دینی معناً متواتر ہیں، اور علماء کی مراد متواتر لفظی کا شمار کرنا ہے اس لئے کہ معناً متواتر احادیث اتنی زیادہ ہیں کہ حصر وشمار میں نہیں آسکتیں۔۔۔"(۴۳)۔

(ب) معنوی متواتر

معنوی متواتر احادیث وہ ہوتی ہیں جو الفاظ کے اعتبار سے نہیں بلکہ صرف معانی ومطالب کے اعتبار سے متواتر ہوں۔ چنانچہ ڈاکٹر طحان لکھتے ہیں:

"المتواتر المعنوی: هوما تواترمعناه دون لفظه"(۴۴).

یعنی معنوی متواتر وہ حدیث ہے جس کے معنی متواتر ہوں لیکن الفاظ میں تواتر نہ ہو۔

ڈاکٹر صبحی صالح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: "جہاں تک معنوی متواتر حدیث کا تعلق ہے تو اس کی روایت میں لفظی مطابقت کی شرط نہیں ہے بلکہ مفہوم کی ادائیگی میں یکسانیت کافی ہوتی ہے، اگرچہ روایات (لفظی اعتبار سے) مختلف ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر یہ ضروری ہے کہ اسے راویوں کی اتنی تعداد روایت کرنے والی ہو جس کا عقلاً وعادةً جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو"(۴۵)۔

متواتر احادیث کی اس قسم کو بعض محدثین نے "متواتر قدر مشترک" کے نام سے موسوم کیا ہے کیونکہ بعض مرویات ایسی ہیں کہ وہ اپنے اسباب ورود (یعنی جن جن مواقع پر وہ وارد ہوئی ہیں) کے اختلاف کے لحاظ سے متواتر نہیں ہوتی مگر اپنے مفہوم کے لحاظ سے متواتر ہوتی ہیں یعنی مجموعی طور پر ان سے جو مفہوم نکلتا ہے اس میں وہ سب مشترک ہوجاتی ہیں۔ اسی اشتراک معنی کی بنا پر "تواتر قدر مشترک" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے(۴۶)۔ مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی بیان کردہ اقسام متواتر میں سے یہ چوتھی قسم ہے وہ لکھتے ہیں کہ اس "سے مراد یہ ہے کہ بعض احکام ومسائل انفرادی طور پر متواتر نہیں ہیں، لیکن قدر مشترک کے لحاظ سے متواتر ہیں"(۴۷)۔

معنوی متواترات کی تعداد

جو احادیث معنوی یعنی کسی قدر مشترک کے اعتبار سے متواتر ہیں ان کی تعداد مشہور کتب حدیث میں بکثرت موجود ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صبحی صالح لکھتے ہیں کہ:

"وهو(ای المتواتر المعنوی) كثير جداً ليس فی وسع احد انكاره"(۴۸).

(معنوی طور پر متواتر احادیث بہت زیادہ ہیں اور اس سے انکار کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔)

علامہ جعفر الکتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: "۔۔۔متواتر احادیث بکثرت موجود ہیں، مگر ان کی اکثریت میں تواتر معنوی ہے اور ضروریات دین میں سے اکثر امور دینی معناً متواتر ہیں اور علماء کی مراد متواتر لفظی کا شمار کرنا ہے اس لئے کہ معناً متواتر احادیث اتنی زیاد ہیں کہ حصر وشمار میں نہیں آسکتیں۔۔۔"(۴۹)۔

معنوی متواترات کی مثالیں

معنوی یعنی قدر مشترک کے طور پر متواتر احادیث کی چند ایک مثالیں یہ ہیں:

۱-دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کی احادیث، حضور ﷺ سے ایسی تقریباً سو حدیثیں مروی ہیں، ہر حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے تھے لیکن مواقع مختلف تھے اور ہر موقع کے متعلق روایت میں تواتر نہیں ہے لیکن سب میں قدر مشترک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دعا کےلئے ہاتھ بلند کئے تھے۔ اس لئے یہ قدر مشترک مجموعی طرق یعنی اسناد کے لحاظ سے متواتر ہے(۵۰)۔

۲-رسول اللہ ﷺ کے معجزات، اگر ہم ہر ایک معجزہ کا سند و روایت کے لحاظ سے تجزیہ کریں تو انفرادی طور پر ہر معجزہ شاید متواتر نہ ہوسکے، لیکن عمومی طور سے آپ ﷺ سے معجزات کا صدور تواتر سے ثابت ہے۔ کلی طور پر آپ ﷺ سے معجزات کے صدور کا انکار تواتر کا انکار ہوگا۔(۵۱)۔

۳-حاتم کی سخاوت تواتر سے ثابت ہے لیکن اس کی سخاوت کے متعلق انفرادی واقعات کہ اس نے فلاں فلاں شخص کو فلاں فلاں چیز دی (جیسے اونٹ، گھوڑے اور اشرفیاں وغیرہ) تواتر سے ثابت نہیں لیکن ان سب کی قدر مشترک یہ ہے کہ حاتم ایک سخی اور فیاض شخص تھا(۵۲)۔

۴-حدیث نزول عیسی بن مریم علیہ السلام، آنحضرت ﷺ نے مختلف موقعوں پر حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کے نزول کی خبر دی تھی۔ یہ صرف کسی ایک موقع پر کہی گئی بات کا حاصل نہیں، بلکہ متعدد روایات کی قدر مشترک ہے۔ سو یہ حدیث بھی متواتر معنوی ہے(۵۳)۔

۵-حدیث "لانبی بعدی" حضور اکرم ﷺ نے --- کئی مواقع پر-- یہ بات کہی کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا--- اب اس حدیث کا انکار کفر نہیں تو اور کیا ہوگا۔ یہ حدیث ان پہلوؤں (یعنی مختلف مواقع کے لحاظ) سے یقیناً درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ "لانبی بعدی" کے کلمات لفظاً بھی متواتر ہیں۔(۵۴)۔

معنوی متواتر کا پہلے طبقہ میں خبر واحد ہونا

اگر کوئی حدیث پہلے طبقہ میں خبر واحد ہو اور بعد کے طبقات میں اسے شہرت مل جائے تو بعض محدثین حضرات کے نزدیک ایسی حدیث معنوی متواتر کہلائے گی۔ اس بنیاد پر وہ حدیث "انما الاعمال بالنیات" کو معنوی متواتر کہتے ہیں(۵۵)۔

علاوہ ازیں ! حدیث کی کتب میں قاری جب دیکھتا ہے کہ اسی حدیث سے ان کی ابتداء ہوتی ہے اور اس کا متن بھی تقریباً یکساں ہی ہوتا ہے تو وہ اسے متواتر حدیث تصور کرنے لگتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ ایک کثیر التعداد جماعت نے اسے کثیر التعداد جماعت سے روایت کیا ہے(۵۶)۔

مگر مصادر سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ محدثین نے اس حدیث کو متواتر قرار نہیں دیا ہے کیونکہ "اسے حضور ﷺ سے صرف حضرت عمرؓ نے اور ان سے صرف حضرت علقمہ نے اور علقمہ سے صرف محمد بن ابراہیم تیمی نے اور ان سے صرف یحییٰ بن سعید قطان نے روایت کیا ہے مگر یحییٰ سے اسے بہت لوگوں نے روایت کیا ہے اور اس طرح یحییٰ کے زمانہ میں اس حدیث کو شہرت ملی "(۵۷) چونکہ حضرت عمرؓ اس حدیث کی روایت کرنے میں منفرد ہیں، اس لئے یہ متواتر نہیں ہو سکتی (۵۸) علاوہ ازیں یہ حدیث پہلے صرف مدینہ میں مشہور تھی دیگر بلاد میں اس کی شہرت بعد میں ہوئی(۵۹)۔

حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ " اگرچہ اس حدیث کو حد تواتر سے زیادہ راویوں نے روایت کیا ہے مگر یہ متواتر نہیں ہے کیونکہ یہ تعداد اس کی سند کے وسط میں متحقق ہوئی ہے اوائل میں نہیں "(۶۰)۔

ڈاکٹر نورالدین عتر کہتے ہیں کہ میں ان محققین سے متفق نہیں ہوں جو لکھتے ہیں کہ:

" بعض علمائے حدیث اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے کہ معنوی متواتر ابتدائی دور میں خبر واحد ہو پھر آگے چل کر اسے شہرت حاصل ہو جائے۔۔"

پھر کہتے ہیں کہ:" محدثین میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں کہی ہے ۔ اور علامہ ابن الصلاح رحمہ، نوووی رحمہ اللہ اور سیوطی رحمہ اللہ وغیرہ نے تو متنبہ کیا ہے کہ یہ حدیث متواتر نہیں ہے۔۔۔ کیونکہ اسے سند کے ہر طبقہ میں راویوں کی اس تعداد نے روایت نہیں کیا ہے جو تعداد متواتر کیلئے شرط ہے۔۔۔"(۶۱)۔

متواتر حدیث کے تواتر میں زیادتی و کمی کے قواعد

متواتر حدیث کے تواتر میں زیادتی و کمی پیدا ہو جانے کی صورت میں محدثین حضرات نے یہ قواعد بیان فرمائیں ہیں:

۱۔ اگر متواتر حدیث کے تواتر میں زیادتی ہو جائے تو یہ متواتر ہی کہی جائے گی کیونکہ تواتر سے اعلیٰ کوئی درجہ ایسا نہیں ہے کہ یہ حدیث ترقی کر کے اس درجہ پر پہنچ سکے۔

۲۔ لیکن اگر کسی وجہ سے کسی متواتر حدیث کے تواتر میں کمی پیدا ہوتی ہے تو یہ متواتر اب متواتر

کے درجہ سے کم ہو کر مشہور کے درجہ میں شمار ہو گی حتی کہ ضعف پیدا ہوتے ہوتے عزیز وغریب کے درجہ تک پہنچ سکتی ہے۔

۳۔اسی طرح اگر کوئی خبر مشہور شہرت میں ترقی کرجائے تو اس ترقی سے یہ متواتر کا درجہ حاصل نہ کرسکے گی بلکہ بدستور خبر مشہور ہی کہی جائے گی کیونکہ متواتر میں یہ شرط ہے کہ طبقہ اولی سے اس میں تواتر موجود ہو اور آخر تک مسلسل باقی رہے۔ اس بنا پر اگر کسی طبقہ میں بھی تواتر نہ رہا تو یہ حدیث متواتر نہیں رہے گی۔

چنانچہ اگر طبقہ اولی میں تواتر موجود تھا اور اس کے بعد باقی نہ رہا تو ایسی حدیث کو منقطع التواتر کہا جائے گا اور اگر طبقہ اولی سے ہی تواتر غائب ہو گیا تو پھر اس پر متواتر کا لفظ استعمال کرنا درست نہ ہو گا۔ البتہ ایسی حدیث کو تواتر نسبی سے متصف کرکے متواتر فی المطبقة الثانیه باالثالثة کہا جاسکتا ہے۔ مطلقاً متواتر کہنا جائز نہ ہوگا" (۶۲)۔

متواتر کی بقیہ اقسام

متواتر کی مذکورہ اقسام کے علاوہ مصادر میں درج ذیل دو قسمیں بھی بیان ہوئی ہیں:

۱۔استدلالی متواتر: یہ قسم امام شاطبی رحمہ اللہ سے منقول ہے۔ ان کے بقول "وہ امر جس کے دلائل متواتر ہوں وہ استدلالی متواتر کہلاتا ہے مثلاً اجماع وخبر واحد اور قیاس کا شرعی حجت ہونا بے شمار دلائل سے ثابت ہے۔ یہ دلائل مختلف مواقع پر مذکور ہیں اور الگ الگ ظنی ہیں قطعی نہیں ہیں۔ مگر ان سب دلائل کا حاصل ایک ہے (۶۳)۔

۲۔طبقاتی متواتر: وہ امور جو نسل انسانی کے ایک طبقہ سے دوسرے اور پھر تیسرے وچوتھے۔۔۔ الخ تک تسلسل سے منتقل ہوتے چلے آئیں تو انہیں طبقاتی متواتر یا متواتر طبقہ کہا جاتا ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی بیان کردہ اقسامِ متواتر میں سے یہ دوسری قسم ہے۔ اس کی وضاحت آپ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے:

"تواتر طبقہ (کا مطلب یہ ہے کہ) ہر عہد کے لوگ اپنے سے پہلے عہد کے لوگوں سے کسی روایت یا عمل یا عقیدہ کو سنتے یا عمل کرتے چلے آئے ہوں مثلاً قرآن کریم کا تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچنا کہ مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین پر اور ہر عہد کے مسلمان اپنے سے پہلے عہد کے مسلمانوں سے بعینہ اسی قرآن کو پڑھتے پڑھاتے اور حفظ وتلاوت کرتے چلے آئے ہیں۔ ماضی میں اگر ہم اس کو عہد بہ عہد دیکھیں تو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ تک یہی صورت نظر آئے گی۔ اس میں نہ کسی سند کی ضرورت

ہے اور نہ کسی راوی کا نام لینے کی۔ باقی ہر عہد کے لوگوں کا دوسرے عہد کے لوگوں سے یہ نقل کرنا اور اس پر یہ یقین کرنا کہ یہ قرآن وہی کتاب ہے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی، اس میں تو سب مسلمان شریک ہیں۔ خواہ انہوں نے قرآن پڑھا ہو یا نہیں "(۶۴)۔

گویا قرآن مجید طبقاتی طور پر متواتر ہے کیونکہ اسلامی ملت کے ہر طبقہ نے اسے اپنے سے پہلے طبقے سے مسلسل قبول کیا اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے اور قیامت تک رہے گا۔

تواتر سند، طبقہ اور عمل یا توارث کی یکجائیت

مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :" بعض احکام میں تینوں قسم کا تواتر (یعنی تواتر سند، تواتر طبقہ اور تواتر عمل یا توارث) جمع ہوجاتا ہے، جیسے وضو میں مسواک ، کلی کرنا ، اور ناک میں پانی ڈالنا۔ تواتر کی ان تینوں قسموں سے عدم واقفیت کے سبب بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ متواتر احادیث واحکام بہت کم ہیں۔ بعض احکام ومسائل ظاہر میں متواتر نہیں ہیں، لیکن تلاش و تجسس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ متواتر ہیں "(۶۵)۔

احادیث کا بہت بڑا حصہ متواتر ہے

اس بحث کو سمیٹتے ہوئے آخر میں ہم متواترات کے کثیر التعداد ہونے کے متعلق مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کی رائے ذکر کرتے ہیں، مولانا فرماتے ہیں کہ:

"---تاریخ (جس کا نام حدیث ہے) کہ اس عظیم الشان ذخیرے کے ایک بڑے حصہ کو میں متواتر خیال کرتا ہوں یعنی بغیر کسی انقطاع کے نسلاً بعد نسلٍ لاکھوں کے بعد کروڑوں انسانوں کے ذریعہ سے مشرق ومغرب میں یہ حصہ منتقل ہوتا ہوا دنیا کے موجودہ دور تک پہنچا ہے اور انشاء اللہ تعالی قیامت تک پہنچتا رہے۔ ان کی مقدار کیا ہوگی؟ اس کے لئے صرف اتنا کہا جاسکتا ہے کہ امت اسلامیہ کے تمام فرقے جن مسائل پر متفق ہیں، تقریباً سب کا یہی حال ہے۔ عقائد و ایمانیات کے سوا طہارت ، غسل ، وضو، عبادات ، نماز، روزہ ، حج ، زکوۃ، معاملات ، عقوبات، سیاسیات ، مباحات ومحذورات وغیرہ وغیرہ، مختلف ابواب سے ان اختلافی مسائل کا اگر انتخاب کیا جائے جو عہد نبوت سے اس وقت تک ہر ملک اور ہر فرقہ کے مسلمانوں میں طبقةً بعد طبقة خلفاً عن سلفٍ تواتر کے ساتھ اس حیثیت سے مسلم ہیں کہ یہی آنحضرت ﷺ کا حکم اور طرز عمل تھا تو کون کہہ سکتا ہے کہ ان کی تعداد ہزارں سے متجاوز نہ ہوگی اور ان کا شمار کرنا زیادہ دشوار بھی نہیں ہے "(۶۶)۔

پھر فرماتے ہیں: "۔۔۔۔ گویا قرآن کے بعد ہم جس چیز کو بغیر کسی تذبذب ودغدغہ کے آنحضرت ﷺ کی ذاتِ مبارک کے ساتھ منسوب کرسکتے ہیں، وہ حضور ﷺ کے افعال واقوال اور تقریرات کا یہی حصہ ہے جو ہم تک تعامل و توارث کے ذریعہ پہنچا ہے۔۔۔"(۶۷)۔

متواتر احادیث کے مصادر

یہاں مصادر سے مراد وہ کتب(مدونات)ہیں جن میں لفظی ومعنوی نوعیت کی متواترات کا استیعاب کیا گیاہے، بقول ڈاکٹر نورالدین عتر "لفظی اور معنوی متواتر حدیث میں تالیفات بکثرت ہیں "(۶۸)۔ ان میں سے اہم درج ذیل ہیں:

۱۔الفوائد المتکاثرة فی الاخبار المتواترة۔ یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (م۹۱۱ھ) کی کتاب ہے۔ علوم الحدیث (اصول الحدیث) کی بعض کتب میں یہ نام بیان ہوا ہے مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ چھپ چکی ہے یا کہ نہیں؟ اور نہ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ اس کا قلمی نسخہ کہیں موجود بھی ہے یا کہ نہیں؟

۲۔الازھار المتناثرة فی الاخبار المتواترة : یہ بھی امام سیوطی رحمہ اللہ ہی کی تالیف کردہ ہے اور پہلی کتاب کا خلاصہ ہے۔ ازہر شریف کے مجمع البحوث الاسلامیہ نے اسے ۱۴۰۹ھ میں شائع کیا ہے۔ اس میں کل ایک سو گیارہ احادیث ہیں۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے ادارہ تحقیقات اسلامی کی لائبریری میں یہ حدیث/۵۶۷ کے تحت موجود ہے۔

۳۔قطف الازھارالمتناثر فی الاخبار المتواتر: یہ بھی امام سیوطی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اور اپنے سے ماقبل کتاب کی تلخیص ہے(۷۰)

خلیل محی الدین المیس نے اس پر تحقیق کی اور المکتب الاسلامی، بیروت سے یہ ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔

۴۔نظم المتناثرة من الحدیث المتواترة: یہ مولانا جعفر حسینی ادریسی کتانی(م۱۳۴۵ھ) کی کتاب ہے۔ دارالکتب العلمیة بیروت سے یہ دوسری بار ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی۔ یہ تین سو دس احادیث اور دوسو بہتر صفحات پر مشتمل ہے۔ علامہ کتانی نے اس کی احادیث کے مصادر پر بھی بحث کی ہے۔ یہ کتاب آئی آر آئی اسلام آباد کی لائبریری میں موجود ہے۔

۵۔اتحاف ذوی الفضائلِ المشتھرة بماوقع من الزیادات فی(نظم المتناثر)علی الازھار المتناثرة: یہ کتاب علامہ ابوالفضل عبداللہ الصدیق کی تالیف کردہ ہے جو اصل میں علامہ جعفر کتانی رحمہ اللہ کی کتاب مذکور کی تلخیص ہے اور اس میں کچھ اضافہ بھی ہے(۷۱)

۶۔ اللئالی المتناثرۃفی الاحادیثالمتواترۃ: یہ شیخ حافظ محمد بن محمد طولون دمشقی رحمہ اللہ (۹۵۲ھ) کی تالیف ہے(۷۲)۔

۷۔ لقط اللئالی المتناثرہ فی الاحادیث المتواترۃ: یہ کتاب شیخ ابوالفیض محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی المصری رحمہ اللہ (م۱۲۰۵ھ) کی تالیف کردہ ہے۔ محمد عبدالقادر عطاء نے اس پر تحقیق کی اور دارالکتب العلمیۃ نے اسے پہلی بار ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء میں شائع کیا۔

۱۸ الحرز المکنون من لفظ المعصوم المامون: یہ نواب سید صدیق حسن خان قنوجی بخاری رحمہ اللہ (۱۳۰۸ھ) کی تالیف ہے۔ مؤلف نے اس میں علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ کی کتاب مذکور سے وہ چالیس احادیث جمع کی ہیں جو حد تواتر کو پہنچتی ہیں (۷۳)۔ تلاش کے باوجود مجھے اس کتاب کی طباعت واشاعت یا اس کے قلمی نسخہ کے متعلق پتہ نہیں چل سکا۔

۹۔ اللطائف الفاخرۃ فی شرح الاحادیث المتواترۃ: یہ ابوعباس احمد بن عجمی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ اس کا نسخہ تقریباً بارہویں صدی ہجری میں لکھا گیا(۷۴)۔

نتائج بحث

متواتر حدیث کے متعلق اس مختصر بحث کے نتائج میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

۱۔ احادیث بنیادی طور پر صرف دو طرح کی ہیں، متواترات اور احادیث آحاد۔

۲۔ متواترات کی شروط اصل میں ایسی خصوصیات ہیں جو انہیں احادیث آحاد سے ممتاز کرتی ہیں اور دونوں میں واضح حد فاصل متعین کرتی ہیں۔

۳۔ متواترات میں سے کچھ فعلی ہیں کچھ قولی، پھر قولی متواترات میں سے بعض لفظی ہیں اور بعض معنوی۔

۴۔ لفظی متواترات کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ مطلقاً الفاظ رسول اللہ ﷺ پر مشتمل ہوتی ہیں۔

۵۔ معنوی متواترات کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے صرف مضمون یعنی معانی ومطالب کے متواتر ہونے کا اعتبار کیا جاتا ہے نہ کہ جزوی طور پر ہر روایت کے الفاظ اور سبب ورود کا۔

۶۔ اکثر وبیشتر دینی امور معنوی وعملی (فعلی) متواترات کے ذریعہ سے امت میں ابتداء سے منتقل ہوتے آرہے ہیں اور تعامل وتوارث کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

۷۔ متواتر احادیث کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ ان کے مصادر اس امر کا واضح ثبوت ہے۔

۸۔ مستشرقین ومنکرین حدیث کو اخبار آحاد میں اپنی ضد وہٹ دھرمی کی وجہ سے اگر شک ہے تو انہیں متواترات بالخصوص عملی (فعلی یا موروثی) متواترات کو تو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

۹۔ متواتر سے یقینی علم حاصل ہوتا ہے جس کی تصدیق کیلئے کسی دلیل کی حاجت بالکل نہیں ہوتی۔ ان سے ثابت ہونے والے جملہ امور پر ایمان لانا ضروری ہے اور ان میں سے کسی کا بھی انکار کفر ہے۔

۱۰۔ حضور ﷺ سے معجزات کا صدور تواتر سے ثابت ہے۔ ان انکار تواتر کا انکار ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ دیکھئے محمود طحان، ڈاکٹر، تیسیر مصطلح الحدیث (دارالکتب العربیۃ پشاور، (س ن) ص ۱۸۔ لفظ "تواتر" اصل میں وتر سے مشتق ہے۔ جب عربی میں کہا جائے "وجاءوا تترى" تو اس کا معنی ہوگا کہ وہ سب یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے پیچھے آئے۔ لفظ "تترى" قرآن مجید کی اس آیت میں بھی استعمال ہوا ہے "ثم ارسلنا رسلنا تترى" (سورۃ المؤمنون: ۴۴) یعنی پھر ہم نے مسلسل آگے پیچھے اپنے رسول بھیجے۔ وتیرہ یعنی پختہ عادت بھی تواتر ہی سے ماخوذ ہے (راغب اصفہانی، علامہ حسین بن محمد بن مفضل (۵۰۲ھ) المفردات فی غریب القرآن، تحقیق محمد سید کیلانی (نور محمد اصح المطابع کراچی، (س ن) کتاب الواو، ص ۵۱۱

۲۔ متواتر حدیث کا یہ مفہوم اس کی کئی تعریفات سے ماخوذ ہے، مثلاً دیکھئے: امام سرخسی، اصول السرخسی (دارالکتاب العربی، قاہرہ ۱۳۷۲ھ) ج ۱ ص ۲۸۲، ابن الحاجب، مختصر المنتھی مع شرح الایجی (قسطنطنیہ، (۱۳۰۷ھ) ج ۱، ص ۱۵۰-۱۵۱، القاسمی، محمد جمال الدین، قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث (دارالکتب العلمیۃ، بیروت ۱۹۷۹ء، ط اول) ص ۱۴۶، محمود طحان، التیسیر، محولہ بالا ص ۱۸۔

۳۔ عسقلانی، امام احمد بن حجر (۸۵۲ھ)، شرح نخبۃ الفکر فی مصطلح اھل الاثر، تعلیق: محمد غیاث الصباغ (مکتبۃ الغزالی، دمشق ۱۹۹۰ء، ط دوم) ص ۷-۹، صبحی الصالح، ڈاکٹر، علوم الحدیث ومصطلحہ (دارالکتاب الاسلامی، قم ۱۳۶۳ھ، ط پنجم) ص ۱۴۷-۱۴۸۔

۴۔ سیوطی، علامہ جلال لدین (۹۱۱ھ)، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی (میر محمد کتب خانہ، کراچی ۱۹۷۲ء، ط دوم) ج ۲، ص ۱۷۷۔

۵۔ ایضاً، ج ۲، ص ۱۷۹، حاشیہ نمبر ۱۔

۶۔ عسقلانی، شرح النخبۃ، محولہ بالا، ص: ۸ "اس مقام پر یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ خبر متواتر میں جس کثرت تعداد کا ذکر کیا گیا ہے اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہ راویان حدیث ان شرائط سے مستثنی ہوں گے جو حدیث صحیح کے راویان کیلئے مقرر کی گئیں ہیں کیونکہ اگر صرف تعداد کی زیادتی کا لحاظ ہی معتبر ہو اور دیگر شروط۔۔۔ معتبر نہ ہوں تو ایسی صورت میں تمام باطل فرقوں کے خبر دینے والوں کی اخبار کا مفید علم الیقین ہونا لازم آجائے گا حالانکہ ان کی بہت خبریں ناقابل اعتبار و کذب پر مبنی ہوتی ہیں" (امجد العلی، مفتی، الدرایۃ فی اصول الحدیث (قرآن محل، کراچی ۱۹۶۶ء) ص ۷۳، نیز دیکھئے القاسمی، قواعد التحدیث، محولہ بالا، ص ۱۴۷ -

۷۔ امجد العلی، الدرایۃ فی اصول الحدیث، محولہ بالا، ص ۳۷، بحوالہ الجزائری شیخ طاھر بن صالح (۱۹۲۰ء) توجیہ النظر الی علم الاثر (مطبعہ مصر، ۱۹۱۰ء) ص ۳۴۔

۸۔ عسقلانی، شرح النخبۃ، محولہ بالا، ص ۹۔

۹۔ الاسعدی، مولانا محمد عبید اللہ، علوم الحدیث (مجلس نشریات اسلام، کراچی، (س ن) ص ۵۵، حاشیہ نمبر ا۔

۱۰۔ دیکھئے محمود طحان، تیسیر مصطلح الحدیث، محولہ بالا، ص: ۱۹، سعیدی، مولانا غلام رسول، شرح صحیح مسلم (فرید بک سٹال، لاہور ۱۹۹۵ء) ط پنجم) ج ا، ص ۱۰۳۔

۱۱۔ ایضاً۔

۱۲۔ امجد العلی، الدرایۃ فی اصول الحدیث، محولہ بالا، ص ۳۶، بحوالہ الجزائری توجیہ النظر، حوالہ مذکور، ص ۳۳

۱۳۔ عسقلانی، شرح النخبۃ، محولہ بالا، ص ۱۰۔

۱۴۔ امجد العلی، الدرایۃ، محولہ بالا، ص ۳۷۔

۱۵۔ احمد حسن ڈاکٹر، خبر متواتر کی شرعی حیثیت، سہ ماہی فکر و نظر، اکتوبر۔دسمبر ۱۹۸۴ء (ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد) ج ۲۲، ش ۲، ص ۱۵۔

۱۶۔ عسقلانی، شرح النخبۃ، محولہ بالا، ص ۱۱۔

۱۷۔ ضروری و نظری علم کی تفصیل کیلئے دیکھئے، احمد حسن خبر متواتر کی شرعی حیثیت، فکر و نظر" محولہ بالا شمارہ، ص: ۳۰ وما بعدھا۔

۱۸۔ عسقلانی، شرح النخبۃ، محولہ بالا، ص ۱۱۔

۱۹۔ احمد حسن، خبر متواتر، فکر و نظر، محولہ بالا شمارہ، ص ۲۷۔

۲۰۔ ایضاً ص: ۳۲، بحوالہ محمد علی تھانوی، کتاب کشاف اصطلاحات الفنون (کلکتہ ایشاٹک سوسائٹی، بنگال ۱۹۶۲ء) ج ا، ص ۸۸۱۔

۲۱۔ دیکھئے شرح نخبۃ الفکر، ترجمہ و تعلیق محمد منظور الوجیدی (شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلیشرز، لاہور ۱۹۸۴ء ط اول)، ص ۳۲، حمید اللہ، ڈاکٹر، اصول حدیث (مجید بکڈپو، لاہور ۱۹۹۴ء، ط اول) ص ۲۵، ۲۷۔

۲۲۔ عسقلانی، شرح النخبۃ، بتعلیق الصباغ، محولہ بالا، ص: ۱۲

۲۳۔ مثلاً ایک ظنی بات ہے کہ "زید رات کو چکر لگاتا ہے" اور دوسرا یہ امر بھی ظنی ہے کہ "جو رات کو چکر لگاتا رہتا ہے وہی چور ہوتا ہے" تیسرا ظنی علم یہ حاصل ہوا کہ "زید ہی چوری کرنے والا ہے"۔

۲۴۔ عسقلانی، شرح النخبۃ، بتعلیق الصباغ، محولہ بالا، ص ۱۲

۲۵۔ سباعی، ڈاکٹر مصطفی، السنۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی کا اردو ترجمہ بنام "حدیث رسول ﷺ کا تشریعی مقام" مترجم پروفیسر غلام احمد حریری (ملک سنز پبلیشرز، فیصل آباد (س ن) ص ۲۵۲۔

۲۶۔ خالد محمود، ڈاکٹر علامہ، آثار الحدیث (دار المعارف، لاہور ۱۹۸۸ ط اول) ج ۲، ص ۱۲۸۔

۲۷۔ کشمیری، مولانا انور شاہ، فیض الباری مجلس علمی، قاہرہ ۱۹۳۸ء) ج ۱ ص ۷۰۔

۲۸۔ احمد حسن، خبر متواتر کی شرعی حیثیت، فکر و نظر محولہ بالا شمارہ، ص ۴۶۔

۲۹۔ محمود طحان، تیسیر مصطلح الحدیث، محولہ بالا، ص ۱۹

۳۰۔ صبحی صالح، علوم الحدیث، محولہ بالا، ص ۱۴۸۔

۳۱۔ کشمیری، مولانا انور شاہ، فیض الباری مجلس علمی، قاہرہ ۱۹۳۸ء) ج ۱ ص ۷۰۔

۳۲۔ ابن الصلاح، حافظ ابو عمرو عثمان بن عبدالرحمن شہرزوری، مقدمہ ابن الصلاح فی علوم الحدیث (فاروقی کتب خانہ ملتان، (س۔ن) ص ۱۳۵، نووی، امام یحی بن شرف، تقریب النواوی مع التدریب محولہ بالا، ج ۲، ص ۱۷۷۔

۳۳۔ کشمیری، مولانا انور شاہ، فیض الباری مجلس علمی، قاہرہ ۱۹۳۸ء) ج ۱ ص ۷۰۔

۳۴۔ ابن الصلاح، مقدمہ سابق حوالہ ص ۱۳۵، اس حدیث کو امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے۔ صحیح بخاری (نور محمد اصح المطابع، کراچی ۱۳۸۱ھ) ج ۱، ص ۲۱، حافظ ابن الصلاح اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "اس حدیث کو صحابہ کرام کے ایک جم غفیر نے روایت کیا ہے۔ صحیحین میں بھی یہ حدیث صحابہؓ کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ حافظ ابوبکر بزاز نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو چالیس صحابہ نے روایت کیا ہے۔ اور بعض حفاظ نے لکھا ہے کہ اس کو ستر سے زیادہ صحابہؓ نے روایت کیا ہے جن میں عشرہ مبشرہ (خلفاء راشدینؓ (۵) سعد بن ابی وقاصؓ، (۶) سعید بن زید (۷) طلحہ بن عبید اللہؓ (۸) زبیر بن عوامؓ (۹) عبدالرحمن بن عوفؓ (۱۰) ابو عبیدہ عامر بن الجراحؓ) بھی شامل ہیں اور اس حدیث کے علاوہ دنیا میں اور کوئی حدیث ایسی نہیں ہے جس کو ساٹھ صحابہؓ سے زیادہ نے روایت کیا ہو۔ میں (ابن الصلاح) کہتا ہوں کہ بعض محدثین نے اس کا عدد اس سے بھی زیادہ بیان کیا ہے اور مسلسل اس کے راویوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے" (ابن الصلاح، مقدمہ محولہ بالا، ص ۱۳۵-۱۳۶)، علامہ نووی نے شرح صحیح مسلم میں صحابہؓ میں سے اس کے راویوں کی تعداد بعض علماء کے حوالے سے دو سو بیان کی ہے (نووی یحی بن شرف، شرح صحیح مسلم) مکتبہ الغزالی (س ن) ج ۱، ص ۶۸، مگر علامہ سیوطی نے عراقی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ دو سو کی تعداد اس متن حدیث میں جو کذب ہے، اس کے بارے میں نہیں ہے بلکہ

مطلق کذب کے بارے میں ہے اور خاص اس متن حدیث کو ستر سے کچھ زیادہ صحابہؓ نے روایت کیا ہے۔ پھر ان کے نام بیان کیے ہیں اور عشرہ مبشرہ ان میں شامل ہیں (سیوطی التدریب۔ محولہ بالاج ۲، ص ۱۷۷۔

۳۵۔ کاشمیری، مولانا فضل الرحمن کلیم، تفہیمات شرح نخبۃ الفکر (ادارۃ احیاء تراث اھل السنۃ، وزیر آباد ۱۹۸۶ء ط اول) ص ۴۰۔

۳۶۔ عسقلانی، شرح النخبۃ، بتعلیق الصباغ، محولہ بالا، ص ۳۱۔

۳۷۔ ایضاً، نیز دیکھئے پیر محمد کرم شاہ الازھری، سنت خیر الانام (دعوہ اکیڈمی، اسلام آباد، ۱۹۹۱ء) ص ۱۹۰، بحوالہ فتح الملھم۔

۳۸۔ سیوطی، التدریب، محولہ بالا، ج ۲، ص ۱۷۶۔

۳۹۔ ایضاً، ص ۱۷۹-۱۸۰۔

۴۰۔ راغب الطباخ، علامہ الثقافۃ الاسلامیۃ کا اردو ترجمہ بنام "تاریخ افکار وعلوم اسلامی" مترجم افتخار احمد بلخی (اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۸۷ء، ط چہارم)، ص ۳۶۵-۳۶۶۔

۴۱۔ ایضاً، ص ۳۶۴۔

۴۲۔ ایضاً، ص ۳۶۵۔

۴۳۔ ایضاً، ص ۳۶۶۔

۴۴۔ محمود طحان، تیسیر مصطلح الحدیث، محولہ بالا، ص ۲۰۔

۴۵۔ صبحی صالح، علوم الحدیث، محولہ بالا، ص ۱۵۰۔

۴۶۔ دیکھئے ھاشم، ڈاکٹر الحسینی عبد المجید، اصول الحدیث النبوی علومہ ومقاییسہ (دار الشروق، قاھرہ ۱۹۸۶ء ط سوم) ص ۲۶۔

۴۷۔ کشمیری، مولانا انور شاہ، فیض الباری، محولہ بالاج ۱ ص ۷۰۔

۴۸۔ صبحی صالح، علوم الحدیث، محولہ بالا، ص ۱۵۰۔

۴۹۔ راغب الطباخ، الثقافۃ الاسلامیۃ (اردو) محولہ بالا ص: ۳۶۴

۵۰۔ سیوطی، التدریب، محولہ بالا ج ۲، ص ۱۸۰۔

۵۱۔ کشمیری، مولانا انور شاہ، فیض الباری محولہ بالاج ۱ ص ۷۰۔

۵۲۔ ایضاً، نیز سیوطی، التدریب، محولہ بالا ج ۲، ص ۱۸۰۔

۵۳۔ خالد محمود، ڈاکٹر علامہ، آثار الحدیث محولہ بالا، ج ۲، ص ۱۲۹۔

۵۴۔ ایضاً۔

۵۵- دیکھئے صبحی صالح، علوم الحدیث، محولہ بالا، ص۱۵۱، عتر، ڈاکٹر نورالدین منہج النقد فی علوم الحدیث (دارالفکر، دمشق ۱۹۸۱ء ط سوم) ص۴۰۶ (حاشیہ)۔

۵۶- صبحی صالح، علوم الحدیث، محولہ بالا، ص۵۲۔

۵۷- سیوطی، التدریب، محولہ بالا، ج۱، ص۲۳۴، صبحی صالح، علوم الحدیث، محولہ بالا، ص۱۵۱۔

۵۸- سیوطی، التدریب، محولہ بالا، ج۲، ص:۱۷۸، صبحی صالح، علوم الحدیث، محولہ بالا، ص۵۲۔

۵۹- صبحی صالح، علوم الحدیث، محولہ بالا، ص۵۲-۵۳۔

۶۰- ابن الصلاح، مقدمہ، محولہ بالا، ص۱۳۵۔

۶۱- عتر، منہج النقد فی علوم الحدیث، محولہ بالا، ص۴۰۶ (حاشیہ)۔

۶۲- امجد العلی، الدریۃ فی اصول الحدیث، محولہ بالا۴۸، بحوالہ توجیہ النظر (مصر، ۱۳۱۰ھ) ص۳۷۔

۶۳- مزید تفصیل کیلئے دیکھئے الاسعدی علوم الحدیث، محولہ بالا، ص۵۸-۵۹، بحوالہ حاشیہ اسحاق عزوز حاشیہ نزھۃ النظر، ص۲۲-۲۳- خالد محمود، آثار الحدیث، محولہ بالا، ج۲ ص۱۳۰- وما بعدھا، بدرعالم، مولانا محمد، ترجمان السنۃ (سعید کمپنی کراچی، (س ن) ج۱، ص۱۸۳ وما بعدھا۔

۶۴- کشمیری، مولانا انورشاہ، فیض الباری، محولہ بالا، ج۱ ص۷۰۔

۶۵- ایضاً۔

۶۶- گیلانی، مولانا مناظر احسن، تدوین حدیث (مکتبہ اسحاقیہ کراچی، (س ن)، ص۴۵۔

۶۷- یضاً۔

۶۸- عتر، نورالدین، منہج النقد فی علوم الحدیث، محولہ بالا ص۴۰۶۔

۶۹- میں نے ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد کی لائبریری میں مخطوطات کی فہارس میں اسے تلاش کیا مگر نہ پاسکا۔

۷۰- دیکھئے، سیوطی، التدریب، محولہ بالا ج۲، ص۱۷۹- وحاجی خلیفہ، کشف الظنون عن آسامی الکتب والفنون ج۱ ص۷۳

۷۱- سیوطی، التدریب، محولہ بالا، ج۲، ص۱۷۹۔

۷۲- راغب الطباخ، الثقافۃ الاسلامیہ (اردو)، محولہ بالا ج۱، ص۳۶۵۔

۷۳- ایضاً

۷۴- دیکھئے فہرس المخطوطات المصورۃ، فوائد سیر ج۱، ص۹۳، جامعۃ الدول العربیۃ الادارۃ الثقافیۃ القاھرۃ، ۱۹۵۴ء